© rasailojaraid.com

تنقید و تبصرہ

روضات مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
مترجمہ مولوی ثناء اللہ ندوی۔ ناشر ادارہ تحقیق و تصنیف ۱۴/۱ وحید آباد کراچی ۱۸

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ذات گرامی برصغیر کی ان چند عظیم شخصیتوں میں سے ہے جن کے علمی فیوض سے اس سرزمین میں علوم دینی کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا۔ اور تصوف اور شریعت میں ہم آہنگی پیدا ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالحق نے بڑی طویل عمر پائی۔ اور یہ ساری عمر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں صرف کی۔ حضرت سلیم شاہ سوری کے عہد حکومت میں ۹۵۱ھ میں آپ پیدا ہوئے، اور مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے سولہویں سال جلوس میں ۱۶۴۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

زیر نظر کتاب میں فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ ہے۔ اس فارسی متن کے بارے میں مقدمہ نگار جناب مفتی انتظام اللہ شہابی نے لکھا ہے کہ "اس رسالہ کو حضرت شیخ کی تصانیف میں شمار کرنے کے لئے داخلی شہادتیں موجود ہیں" اس کا قلمی نسخہ جس سے ترجمہ کیا گیا ہے، ۱۲۵۷ھ لکھا گیا ہے۔ اور اس میں روضات کو حضرت شیخ کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ روضات کی وجہ تصنیف حضرت شیخ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"بعض کم ہمت لوگ شریعت اور طریقت کو مخالف سمجھ کر شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور علماء و عرفاء کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھ کر پریشان ہوتے ہیں۔ بعض لوگ عارفوں سے عقیدت رکھتے ہیں اور علماء کے عقائد کے منکر ہو کر ملحدوں کے گروہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور بعض علماء کے معتقد اور صوفیوں کے منکر ہو کر ان اندھوں میں شامل ہو جاتے ہیں، جن کی شان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں آیا ہے کہ

من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی

چنانچہ جہاں تک ممکن تھا، علم حقیقت اور شریعت کی مطابقت کے لئے چند رموز بیان کئے گئے ہیں تاکہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے قائل اور معتقد ہو کر متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کا انکار نہ کریں۔ شریعت و طریقت کو ایک سمجھیں اور ایک دوسرے کا مخالف نہ خیال کریں"

غرض "روضات" کی تصنیف کا مقصد شریعت و طریقت میں مطابقت کرنا ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق سے بہت پہلے سے اور ان کے بعد بھی ان بزرگوں کی طرف سے جو بیک وقت عابد بھی تھے، اور عالم بھی، اس قسم کی کوششیں برابر جاری ہوتی رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت شیخ نے یہ بنیادی اصول مقرر فرمایا ہے "جو امر شریعت میں خوب ہے، وہ طریقت میں محبوب ہے۔ اگر شریعت اسے پسند نہیں کرتی اور وہ برا ہے تو یہاں (طریقت میں) بھی مردود ہے....

شریعت چراغ است در راہ دیں　　　منور ز نورش زمان و زمیں

کہ در ظلمت رہ بچشم خرد　　　ز نورش عیاں می شود نیک و بد

حضرت شیخ نے اس امر کی تردید فرمائی ہے، کہ شریعت کا تعلق محض ظاہر سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اجرائے احکام شرع کی دو صورتیں ہیں ایک کا تعلق خلق سے ہے اور دوسری کا تعلق خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔

توحید ذات الٰہی کا دل سے یقین کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔ "ایسا یقین کہ اس کے سوا عالم میں کچھ ہے ہی نہیں اور تمام چیزیں جو نظر آتی ہیں وہ بہ اعتبار حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو تعینات متنوعہ حق سے عبارت ہیں۔ عین حق کے ساتھ ہیں اور وہ حق ہستی مطلق ہے...." اس صورت میں اس طرح یقین کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذات جمیع عالم کو مظہر ذات حق سمجھے اور سب کی صفات کو مظہر صفات حق خیال کرے، جب اس پر یقین ہوگا تو تمام اقوال و افعال، حرکات و سکنات، صفات و خاصیات کو اپنی اور خلق خدا کی طرف منسوب نہ کرے گا، بلکہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کا ارادہ و فعل سمجھے گا"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ کائنات اسی ذاتِ حق کا پرتو ہے، لیکن ذاتِ حق اس کائنات کی ہر شے سے منزہ اور پاک ہے اس کو "ردِ صفات" میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

"معائنہ و شہود کی رو سے قطع تعلق یہ ہے کہ غیر خدا سے نظر ہٹا کر تمام اشیاء کو خدا کا مظہر سمجھے اور ہر جگہ حق کو جلوہ گر دیکھے اور مارأیتُ شیئاً الا رأیتہ فیہ کے باغ سے شاہدہ کا پھول چنے۔ ہر چیز میں اسی کو جلوہ گر دیکھے۔ یعنی جس چیز پر نظر پڑے، اس کے بارے میں یہ سوچے کہ اللہ اس شے کی صفت سے مقدس اور معرا ہے۔ ہاں۔ اس کا ظہور اس صفت سے روشن اور ہویدا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی خیال کرے کہ جس طرح ازل میں وہ اس صفت سے پاک اور منزہ تھا، آج بھی اسی طرح پاک و منزہ ہے۔"

شریعت، طریقت، اور حقیقت کی ایک مقام پر یوں وضاحت فرمائی ہے۔ کہتے ہیں۔

قرآن پاک اور حدیث شریف میں جو کچھ ہے، اور جن باتوں پر علماء کا اجماع ہے، وہ شریعت ہے۔ اور انہیں اعمال کو تقوی اور احتیاط سے بجالانا طریقت ہے۔ اور ان اعمال کی برکت سے جو کوائف حاصل ہوتے ہیں، وہ حقیقت ہے۔

اس سوال کا کہ "شریعت و طریقت میں کیا فرق ہے"؟ حضرت شیخ نے یہ جواب دیا ہے۔

"...... شریعت عام اور طریقت خاص یعنی طریقت شریعت میں داخل ہے اور شریعت شامل طریقت ہے۔" اس کی تائید میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:۔ "شریعت میرے اقوال ہیں۔ طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال" اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

"پس اقوال افعال کے تحت ہیں۔ جن اقوال پر آپ نے عمل فرمایا ہے، انہیں کی اتباع کا حکم دیا ہے، تو آپ کے افعال کی متابعت ثابت ہو گئی۔ اب رہے آپ کے اقوال تو افعال اقوال میں داخل ہیں اب چونکہ افعال و اقوال میں اتحاد ثابت ہو گیا تو شریعت و طریقت میں بھی اتحاد لازم آیا۔"

حضرت شیخ انہیں نادان بتاتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ شریعت روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج کا نام ہے۔ انہیں خبر نہیں کہ شریعت خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام پر عمل کرنے کا نام ہے، جس میں طریقت بھی شامل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس عالم میں جو کچھ ہے حق ہے۔ اور حق اور خلق کا فرق حقیقی نہیں محض اعتباری ہے، یہ تصوف کا بڑا دقیق اور نازک مسئلہ ہے۔ اور عام طور پر اہل شرع اور اہل طریقت میں یہ مسئلہ مابہ نزاع رہا ہے۔ اگر حق اور خلق میں فرق حقیقی نہیں، تو ایک معبود دوسرا عبد اور ایک آمر دوسرا مامور کیوں۔ حضرت شیخ اس کا جواب یوں دیتے ہیں

یہ سوال کہ "شریعت میں خلق کو غیر حق اور طریقت میں عین حق کہتے ہیں، تو دونوں کے اعتقاد میں موافقت کیسے واقع ہوگی اور مخالفت کیسے رفع ہوگی" اس کا جواب یہ ہے:- "شریعت میں خلق کو جو "غیر حق" مقرر کیا ہے، اس سے غیریت مجازی مراد ہے۔ اور مجازی غیریت عینیت حقیقی کے منافی نہیں ہے..... اور حقیقت میں خلق کو جو عین حق کہا ہے اس سے عین، عین حقیقی مراد ہے نہ کہ عین مجازی...... پس اس معنی میں خلق باعتبار حقیقت عین حق ہے اور باعتبار صورت و مجاز غیر حق ہے....."

حضرت شیخ نے عینیت اور غیریت کو مندرجہ ذیل مثال سے واضح فرمایا ہے۔

"ایک زبردست بحر ہے، جس کی نہ ابتدا و انتہا معلوم ہے، نہ عرض و عمق کی وسعت اور ایک چھوٹی نہر اس سے نکل کر ایک طرف رواں ہوئی۔ پس حقیقت کے اعتبار سے وہ نہر عین بحر ہے، کیونکہ یہ اسی بحر سے نکلی ہے....."

اب ایک لحاظ سے یہ نہر عین بحر ہے، کیونکہ اس کا وجود اس بحر سے ہے اور ایک لحاظ سے یہ غیر بحر ہے۔ کہاں یہ بحر اور کہاں یہ نہر۔ ارشاد ہوتا ہے:- "لیکن جو شخص بحر کو عین نہر سمجھتا ہے اور ذات و صفات کے اعتبار سے بھی کوئی فرق نہیں کرتا، جاہل ہے۔ عقل سے نابلد ہے کیونکہ فرق بالمشاہدہ موجود ہے۔ پس منکر مذموم و مردود ہے۔ اور بے دینوں کا یہی مذہب ہے۔ اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ یہ نہر اس بحر سے نہیں نکلی ہے۔ بلکہ اس کا اپنا وجود علیحدہ ہے، وہ غافل ہے اور بصیرت نہیں رکھتا۔

گرچہ عالم قطرہ از بحرِ ذاتِ مطلق است　　درمیان بحر و قطرہ فرق دیدن از حق است
یعنی فرق انگاشتن بر ہر دو ظن ملحد است　　غیر دیدن بلکہ گر را نیز با شرک او فوق است

..... اس سے یہ نہ سمجھو کہ ذات حق کل ہے اور خلق اس کا جزو جیسا کہ نہر بحر کا جزو ہے.....

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلق ذات حق کا ظہور ہے۔

اس مختصر سے رسالے میں ان معارف پر بحث کی گئی ہے۔ اردو ترجمے کی زبان بڑی رواں ہے اور اگرچہ مسائل بڑے دقیق ہیں، لیکن فاضل مترجم نے ان کو قابل فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ کتابت اور طباعت بڑی معمولی۔ اور کتاب کو عام کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔ ضخامت ۱۰۴ صفحے۔ قیمت ڈھائی روپے۔

ماہنامہ الحق "الحق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی ترجمان ہے، جو اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور) سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی زیر سرپرستی شائع ہوتا ہے۔

اس وقت ماہنامہ الحق کی جلد نمبر ۱ کا چوتھا اور پانچواں شمارہ ہمارے پیش نظر ہے۔ الحق کی سب سے پہلی چیز جو قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے، وہ اس کی اچھی کتابت و طباعت اور اس کا بڑی خوش سلیقگی سے مرتب کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی دوسری دل کو کھینچنے والی چیز اس کے مندرجات ہیں، اور اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے۔ مضامین بلند پایہ علمی معیار کے علاوہ ان کی زبان اور ان کا اسلوب بیان بڑا شستہ اور منجھا ہوا ہے۔

نیز شذرات میں وقتی مسائل پر بڑی سنجیدگی سے اظہار خیال کیا جاتا ہے۔

یے نئک "قرار داد تاشقند" پر ہمارے تمام دینی رسائل نے تبصرہ کیا ہے، لیکن الحق نے اس پر جس طرح رائے زنی کی ہے، ہمارے نزدیک اس میں دوسرے تمام رسائل سے کہیں زیادہ صحیح اسلامی روح کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اس شذرے کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"تاشقند کانفرنس بخیر و خوبی منعقد ہوئی۔ اور دو ہمسایہ ملکوں کے تعلقات اور امن و سکون کی بحالی کے اعلان پر ختم ہوئی۔ امن و سلامتی اور باہمی صلح و خیرسگالی سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ پھر مسلمان جس کے دین و کلچر کی بنیادیں ہی امن و سلامتی پر استوار کی گئی ہیں، جس کا مذہب امن و اسلام کا علمبردار اور ظلم و فساد، تباہی و بربادی کی ظلمتوں میں سرگرداں انسان کے لئے ابدی سکون و چین کا پیغام بن کر آیا تھا۔ تمام مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی کا طغرائے امتیاز ہے کہ

© rasailojaraid.com